بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دار الامان سے شایع ہوتا ہے۔

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

عوام سے ( ؎ )
خواص و معاونین سے ( ؎ )
ہندوستان سے باہر ( ؎ )
غیر مذاہب والوں سے ( ؎ )
اپنی جماعت کے غیر مستطیع و کم آمدنی والے لوگوں سے ( ؎ )

نوٹ
پرچہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمت میں ڈبل انٹ کی وجہ سے کیا گیا ہے +

دفتر الحکم قادیان

قادیان دار الامان مورخہ ۲۶ و ۳۰ اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۲۸ شعبان سنہ ۱۳۲۶ھ جلد ۱۲ نمبر ۵۹ و ۶۰


## مختصر نوٹ

کورٹ آف وارڈس کی رپورٹ پر لکھتے ہوئے میں نے گذشتہ اشاعت میں احمدیوں کی توجہ دلائی ہے کہ اگر وہ اپنی وصایا میں اپنی جائیدادوں کا انتظام صدر انجمن کے ہاتھ میں رکھیں تو بہت مفید ہو سکتا ہے میں نے یہ بھی ظاہر کیا تھا۔ کہ انجمن اسوقت خود بھی ایک یتیم کی جائیداد کی محافظ ہے مگر اس نے اپنا سمجھ دیا۔ یہ صحیح نہیں۔ بلکہ خلیفۃ المسیح نے یتیم مذکور کو نابالغ اور اپنی جائیداد کے انتظام کے ناقابل پاکر اس سے روپیہ لے کر انجمن کے ہاتھ میں اسکا انتظام سپرد کر دیا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یتیم مذکور اب بھی ... میں تعلیم پاتا ہے۔ اور ایک ہونہار نیک چلن نوجوان ہے۔ اس کے اخراجات ضروریہ کا باضابطہ سالانہ بجٹ طیار ہوتا ہے۔ اور اس کے موافق ماہ بماہ اسے ملتا رہتا ہے اس انتظام سے جہاں اسکی جائداد محفوظ رہی ہے۔ وہاں اس کی تعلیم۔ تربیت۔ اور نگرانی ایسے عمدہ طور پر ہوئی ہے۔ کہ میں ... یہ کہتا ہوں۔ کہ کوئی عزیز اور قرابت دار بھی نہ کر سکتا۔ اس مفید اور مبارک اصل سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور احمدیوں کو قرآن کریم کی تعلیم کے احیاء کے لئے عملی طور پر اسے جاری کرنا چاہیے۔ +

---

خفیہ انجمنوں پر اپنے درس قرآن مجید میں ضمناً ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے بمب سازی اور عیب اندازی پر بھی ریمارک کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ نیکی اور بھلائی اور رفاہ عام کے کام کبھی اس قابل نہیں ہو سکتے کہ ان کے لئے اخفاء ضروری ہے۔ اسلئے اگر کوئی خفیہ انجمن اپنے اغراض نوع انسان کی بھلائی کے متعلق ظاہر نہیں کرتی۔ یا نہیں بتاتی ہے وہ کبھی اہل علم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان انجمنوں میں شرارت اور شیطنت ہوتی ہے۔ خفیہ انجمنوں کی تاریخ پر نظر کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ جہاں کہیں وہ ہیں۔ انہوں نے امن عامہ میں خلل ڈالا ہے۔ ہم ایسی انجمنوں سے سخت بیزار ہیں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کتاب کے خلاف ہیں نوجوان لڑکے جو بمب بنانے اور بمب پھینکنے میں پکڑے گئے اور انہوں نے سزائیں پائی ہیں۔ انکے حرکات سخت نفرت کے قابل ہیں۔ کیا کسی معصوم اور بے گناہ کی جان لینا یہ ملکی بھلائی ہو سکتی ہے۔ اور یا خدا تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ کام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ +

ہماری جماعت خدا کے فضل سے ایسی باتوں سے پاک ہے اور بیزار ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے طرز عمل سے ثابت کر دکھائے گی۔ کہ وہ خفیہ سوسائیٹیوں سے سخت بیزار ہے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ ایسی انجمنیں کبھی ملک۔ قوم۔ اور اسلام کے لئے مفید اور بابرکت ثابت نہیں ہوئی ہیں۔ اور تو اور وہ اپنی ذات کے لئے بھی مفید نہیں ہوتی ہیں۔ پس ان سے ہمیشہ پرہیز کرو۔

ہمارے امام علیہ السلام نے اپنے طرز عمل سے دکھا دیا ہے کہ ہم منصوبہ باز نہیں۔ اور نہ ہمیں ایسی باتوں کی ضرورت۔ یہ شریروں بزدلوں اور بے ایمانوں کا کام ہے۔ کاش اس زمانہ میں ملکی بہتری اور بھلائی کا دعویٰ کرنے والے ایسی باتوں سے فائدہ اٹھاتیں۔ اس سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پوزیشن کا پتہ لگتا ہے جو ملکی معاملات میں رکھتی ہے۔

---

مسلمانوں کی بد قسمتی کے آثار کا پتہ ان مشاغل سے ملتا ہے جن میں وہ آج کل مصروف ہیں۔ علی العموم وہ ہیں۔ جن کو پابندی احکام شرعیہ کی ضرورت ہی نہیں امراء اور رؤساء کا تو ذکر ہی جانے دو۔ جن مشاغل میں وہ اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں انکا بھول جانا ہی بہتر ہے۔ علماء اور صوفیوں میں باہم جدال کا سلسلہ جاری ہے اور وہ ضروریات دین سے جو اس وقت پیدا ہو رہی ہیں یا بے خبر ہیں یا اس پر توجہ نہیں۔ انہوں نے اپنی ضروریات خود پیدا کر لی ہیں۔ ایسے مسائل پر بحث اور مناظرہ کے سلسلے جاری ہیں۔ جو مسلمانوں کو مذہبی یا ملکی حیثیت سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ آج کل پیسہ اخبار میں وہ بحثیں عجیب چھپ رہی ہیں ایک حداظر ہے یا غائب۔ ... مجھے منشی محبوب عالم صاحب پر سخت افسوس ہے کہ ایک طرف تو وہ اخبار کی کمی اشاعت اور خسارہ مال کے لئے چیختے چلاتے اور دوسروں کو بھی اپنا ہم آہنگ بنانا چاہتے ہیں اور دوسری طرف دور از کار بیہودہ مضامین سے اخبار کے کالم تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ حاضر اور غائب کی بحث مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے کہاں اللہ تعالیٰ کا نام حاضر و غائب قرآن کریم میں آیا ہے کس حدیث صحیح سے ثابت ہیں یہ اسماء اللہ میں دکھ سکتے ہیں۔ ایسا ہی ہمزاد کی بحث سے کیا فائدہ؟ کیا ہمزاد ان کو سلطنت دلائے گا۔ اسی سے پتہ لگتا ہے۔ کہ مسلمان صراط مستقیم سے دور جا پڑے ہیں اور اسوقت ضرورت ہے کہ انہیں

اسلام کا ایڈیٹر قایم کیا جاوے۔ ایسے بیہودہ مباحث سے اپنے اخبار کو پاک رکھنا چاہئے۔ اور اس طرح پر مسلمانوں کے بگڑے ہوئے مذاق کو زیادہ بگاڑنا نہیں چاہئے۔ اور اگر مضامین کی ضرورت ہے۔ تو میں انہیں مشورہ دیتا ہوں کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے ان مضامین کو بعض منقولات میں چھاپ رہیں۔ جو اسلام کی حقیقت میں لکھے جاتے ہیں۔ اس قسم کے مضامین چھاپنے سے حیثیت اخبار کو فائدہ ہو سکتا ہے اور مسلمان نکمی بحثوں میں اپنا وقت ضایع نہ کرینگے۔

## اسلام اور قسم

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں قسم کے متعلق ایک مختصر نوٹ نکلا ہے۔ اس پر میری محسن و مخدوم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین سلمہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس نقص کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جس کی اگر اصلاح نہ کی جاتی تو یہ نوٹ قرآن کریم اور اسلام پر سخت حملے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا۔ کہ یہ نوٹ بغرض تصریح لکھوں۔ +

گذشتہ نوٹ کے پڑھنے والوں کو یہ مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جس حال میں کہا جاتا ہے۔ کہ قسم کھانا منع ہے۔ پر قرآن کریم میں ۶۰ مقامات پر مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ اور اس مسئلہ پر آریوں نے اپنے زعم میں بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں۔ اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام اور قسم پر کسی قسمقدر وضاحت سے لکھا جاوے۔ +

سب سے اول تو یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ فی الحقیقت قسم کوئی کروہ اور غیر المالوف شے نہیں ہے۔ ورنہ لامعلوم زمانوں سے اقوام متمدنہ میں اس کا اثر اور رواج کیوں ہے؟ دنیا بھر کے کسی ملک اور حصے میں چلے جاؤ۔ کسی قوم اور قبیلہ کے حالات پڑھو۔ قسم کا رواج جاری ساری ہوگا۔ بنی اسرائیل کی تمام کتب مقدسہ اور ان کی قوموں میں عیسائیوں کی کتب مقدسہ اور ان کے فرقوں اور قبیلوں میں یہ جاری ہے۔

یورپ کی متمدن عیسائی قوموں کے مدبروں نے پولیٹکل کو جس مذہب سے الگ کیا۔ اور مذہب اور امور سیاسیہ دو جداجدا چیزیں قرار دیں۔ لیکن باایں ہمہ وہ قسم کے مسئلہ کو الگ نہیں کر سکے۔

غور کرو کہ سرکاری ذمہ داری کے تمام نازک مناصب اور عہدوں پر مقرر ہونے سے پہلے قسم کھانی لازم قرار دیگئی ہو عدالتہائے عالیہ کے جج سے لیکر وائسرائے اور خود ملک معظم کو اپنے منصب پر متمکن ہونے سے پہلے حلف اٹھانا ضروری ہے قانون کی دفعوں اور الجھنوں میں پھنس کر جب اصل معاملہ تاریکی میں چلا جاتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں بھی قسم ہی ضروری ہے۔ +

اس عمل و درآمد سے جو مختلف قوموں اور مذہبوں اور ملتوں میں مختلف قوموں اور مذہبوں اور ملتوں میں مختلف ممالک اور مختلف حصص عالم میں باوجود آپس کے شدید تخالف کے یکساں پایا جاتا ہے۔ یہ امر بڑی صفائی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ خالق فطرت نے انسانی فطرت میں قسم کی عظمت رکھدی ہے اور اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ بالاتفاق یہ مسلم امر ہے کہ قسم کھانے والے کی حقیقت اور صداقت کا معیار اس کی قسم ہے۔ اور اگر جعل اور فریب اور دغابھی حق کے مقابلہ میں قسم کھاکر راستبازی دیانت۔ اور صداقت کو شکست دے سکتے ہیں۔ تو یہ اتفاق اس مسئلہ پر نہ ہوتا۔ کم از کم یورپین قومیں یا نصرانی لوگ جو رسمی غیرت سے بیزار ہیں۔ اس بار عظیم کو اپنی گردن سے اتار ڈالیں۔ اس بیان یا تمہید کے بعد میں نہیں سمجھتا۔ کہ کوئی اعتراض قسم کے متعلق رہ سکتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جو اس زمانہ کے تمدن کی ہوا کو صحت بخش مانتے ہیں۔ اور رات دن اسی کو اپنا اسوہ جانتے ہیں۔

الغرض قسم انسانی فطرت کے خواص میں سے ایک خاصہ ہے اور اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ حقیقتی اور واقعی زمانہ تمدن میں انسانی اجتماع کی فلاح کے لئے اس مسئلہ پر بلا اختلاف عمل کیا ہے۔ اور در فی الواقعہ یہ اصل انسانی معاملات کے انتظام میں ایک بہترین امر ہے ایسی حالت اور صورت میں اسلام فطرت کے اس سچے اور واقعی مفید اور موثر تقاضے اور خاصہ کو چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ اور نہ اس نے چھوڑا ہے۔ بلکہ قرآن مجید کے ۶۰ مقامات پر قسموں کے ذریعہ ان عظیم الشان امور کو حل کیا ہے۔ جو دنیا کی نظر میں ایک ایک وقت دقیق اور نظری مسائل تھے۔ اور دین کی حقیقت اور حقیقت اسلام سے پہلے کوئی مذہب نہیں بتا سکتا۔ اگرچہ اعتقادی رنگ میں وہ امور اس نے پیش بھی کئے ہوں۔ میں اگر قرآن کریم کی قسموں کے مسئلہ پر بحث شروع کروں۔ تو یہ مضمون بہت لمبا ہو جائیگا۔ ایسی حالت میں میرا فرض ہوگا۔ کہ ان ۶۰ مقامات کی قسموں پر بالتفصیل گفتگو کروں۔ اسلئے میں اس طوالت سے اسوقت الگ رہکر اپنے ناظرین کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ نوٹ مذکور میں جو لکھا ہے کہ اسلام نے قسم کھانے سے منع کیا ہے اس سے میری مراد یہ ہے۔ کہ لغو طور پر تکیہ کلام واللہ باللہ۔ ہمیشہ جو بعض لوگوں کی زبان پر ہوتا ہے۔ اسے ترک کیا جاوے چنانچہ ارشاد الٰہی یہ ہے۔ لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم اور جھوٹی قسمیں نہ کیا دے۔ جیسے لا تطع کل حلاف مھین الآیۃ۔

نفس قسم جو ایک فطری خاصہ ہے اور جو متمدن اقوام اور مہذب ممالک میں بطور دستور العمل ہے اس سے نہیں روکا گیا۔ اور نہ میرا اس میں یہ منشا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید کی قسمیں پر معنے دلایل اور براہین قاطع اور آیات باہرہ ہیں اور یہ ایسا زبردست معجزہ اور نشان قرآن مجید کا ہے کہ دوسری کتابیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

اللہ تعالےٰ نے صحیفہ قدرت کے بدیہات کو امور نظریہ کے دقایق کے حل کرنے اور سمجھانے کے لئے شواہد کے طور پر قسم کے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ نہایت فصیح اور بلیغ طرز بیان سے حکیمانہ رنگ میں۔ نبوت۔ الہام و وحی۔ جزا و سزا۔ قیامت و حشر وغیرہ مسایل پر دلائل دئیے ہیں۔ پس جھوٹی قسمیں کھانا۔ اور لغو طور پر تکیہ کلام بنالینا۔ اور اللہ تعالےٰ کے نام کی عظمت و کبریائی کا لحاظ نہ رکھنا یہ بیشک منع ہے۔ لیکن اس فطرتی اصل اور رنگ میں جیساکہ میں نے اوپر ذکر کیاہے۔ قسم اکثر مشکل اور مغلق معاملات میں

**مشکلکشا ہے**

میں سمجھتا ہوں۔ اسقدر اس نوٹ کی اصلاح اور توضیح کیلئے کافی ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے پڑھنے والوں کو توفیق دے۔ کہ ہم ایسی راہ اختیار نہ کریں۔ جو اسلام کے لئے موجب اعتراض ہو۔ بالآخر میں حضرت خلیفۃ المسیح کی اس ہدایت کے لئے از بس ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے مجھے ایک لطیف نکتہ معرفت پر غور کرنیکا موقع دیا۔ دراصل اخبار کے ناظرین میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ جہاں کہیں وہ کوئی امر ایسا پائیں کہ اسکی اصلاح کی حاجت ہو وہ اسپر خود لکھیں۔ یا ایڈیٹر کو اشارہ کریں۔ ترقی علوم اور تبادلہ خیالات کا بھی ذریعہ ہے۔ +

## اعلان

مولوی محمد علی صاحب سیال کوٹی جو زبان پنجابی شاعر بھی ہیں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے واعظ مقرر کئے گئے ہیں۔ اور وہ سرحد۔ جموں۔ پونچھ۔ وزیر آباد۔ گوجرانوالہ وغیرہ کے شہروں اور دیہات میں بغرض تبلیغ جائینگے۔ انکو بموجب قواعد منظور شدہ جن کی نقل انکے پاس ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام موجودہ مدات کے لئے چندہ فراہم کرنے اور جہاں انجمنیں قایم نہ ہوں۔ وہاں انجمن احمدیہ قایم کرنے کی اجازت ہے۔ جہاں مولوی صاحب موصوف جائیں۔ وہاں کے احمدی احباب اغراض مذکورہ بالا کے پورا کرنے میں ان کی ہر طرح سے امداد کریں۔ اور ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام۔

خلیفہ رشید الدین۔ اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

۲۲- اگست ۱۹۰۸ء

## خریداران الحکم توجہ کریں

۔ میں اطلاع دے چکا ہوں کہ ابھی بہت سے خریداروں کے ذمہ قیمت اخبار باقی ہے۔ اسکے وصول کرنیکے لئے وی۔ پی بھیجے جارہے ہیں۔ جداگانہ اطلاعوں کی نہ حاجت نہ گنجایش اسلئے اگر کسی صاحب کو کوئی امر دریافت کرنا ہو۔ تو وہ امانت میں رکھکر دریافت کرلیں۔ وی۔ پی واپس کرکے نقصان رسانی کا موجب نہ ہوں۔ یہی ایک امر ہے جو اخبار کی راہ میں مشکلات کا موجب ہو جاتا ہے۔ اسپر مجھے معذور کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## لاہور ۔ احمدیہ بلڈنگز

## ۳۰ ۔ اپریل ۱۹۰۸ء

**فرمایا** ۔ صدق و صفا ۔ تقویٰ طہارت ۔ یہ اسلام کے برکات تھے جو کہ مسلمانوں میں لازماً پائے جاتے ہیں ۔ مگر اب تو ان صفات سے لوگ بکلی محروم ہو گئے ہیں نماز بھی پڑھتے ہیں تو بہت ہی کم مسجدیں ویران پڑی ہیں نمازی کوئی نظر نہیں آتا ۔ ایک وقت تھا ۔ کہ نمازیوں کو مسجدیں نہ ملتی تھیں جتنے پڑھتے ہیں ان میں بھی اکثر دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں کیونکہ حقیقی نماز کے آثار ۔ برکات اور ثمرات سے محروم ہیں ۔ عیسائی تو حضرت مسیحؑ کو پھانسی دیکر بے فکر ہو بیٹھے تھے مگر اکثر مسلمان حضرت امام حسینؓ کی شہادت میں نجات پا چکے ہیں +

**فرمایا** ۔ جسمانی شہوات کے دلدل میں سے نکلنا ہی مشکل ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے واسطے مقدر کیا ہوتا ہے ۔ کہ اسے سعادت میں سے کوئی حصہ عطا فرماوے تو اس کے واسطے کوئی ایسا جذبہ اور خارق عادت نشان یا اپنی کوئی دل کو پکڑ لینے والی تجلی دکھا دیتا ہے بجز اس کے دلوں کی گندگی دھوئی نہیں جاتی اور شہوات کی آگ بجھائی نہیں جاتی +

**فرمایا** ۔ جس قدر کسی کو دنیا کے سامان عیش و عشرت کثرت سے ملتے جاتے ہیں اسی قدر وہ خدا سے غافل اور بے پرواہ ہو کر متکبر ہو جاتے ہیں ۔ اور اسی قدر اسکا تکبر بڑھ جاتا ہے ۔ امرتسر میں ہمیں پتھر مارے گئے ۔ سیالکوٹ میں ہمارے ساتھ کیا برا سلوک کیا گیا یہ سب غفلت اور بے باکی ہی کے آثار ہیں + ۔

**فرمایا** ۔ خدا نے ہمیں ایک پکا وعدہ دیا ہوا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں اور وہ یہ ہے کہ **بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے** اس الہام کے بعد وہ بادشاہ بھی دکھائے گئے تھے + ۔

**فرمایا** ۔ مسلمانوں کی خوش قسمتی ہی اسی میں ہے کہ مسیح مر جاوے اب زمانہ ہی ایسا آگیا ہے کہ خیال تبدیل ہوتے ہیں ۔ کچھ ان میں سے مر جائیں گے کچھ مر جائینگے مگر باقی ایسے ضعیف ہو جائیں گے کہ ان کو طاقت ہی نہ رہیگی اور انکا عدم و وجود برابر ہوگا + ہیں مسیح کو مرنے دو کہ اسلام کی زندگی اسی میں ہے ۔

**فرمایا** ۔ متکبر خدا کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے ۔ بس اس قبیح خصلت سے ہمیشہ پناہ مانگو ۔ خدا تعالیٰ کے تمام وعدے بھی خواہ تمہارے ساتھ ہوں مگر تم جب بھی فروتنی کرو کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا کا محبوب ہوتا ہے ۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں اگرچہ ایسی تھیں کہ تمام انبیاء سابقین میں اس کی نظیر نہیں ملتی ۔ مگر آپؐ کو خدا تعالیٰ نے جیسی جیسی کامیابیاں عطا کیں ۔ آپؐ اتنی ہی فروتنی اختیار کرتے گئے ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضورؐ کے حضور پکڑ کر لایا گیا ۔ وہ آپؐ نے دیکھا تو وہ بہت کانپتا تھا ۔ اور خوف کھاتا تھا ۔ مگر جب وہ قریب آیا تو آپؐ نے نہایت نرمی اور لطف سے دریافت فرمایا کہ تم ایسے ڈرتے کیوں ہو ؟ آخر میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں ۔ اور ایک بڑھیا کا فرزند ہوں +

**فرمایا** ۔ جب بات حد سے بڑھ جاتی ہے تو فیصلہ کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے ہمیں چھبیس سال ہوئے تبلیغ کرتے اور جہاں تک ممکن تھا **ہم ساری تبلیغ کر چکے ہیں** اب وہ خود ہی کوئی ہاتھ دکھلاوے اور فیصلہ کریگا +

پس جس نے یہ شرط کر لی ہو کہ میں نے تو اس شخص کو ماننا ہی نہیں خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اور ۔ اس کا عناد حد سے بڑھ گیا ہو ۔ تو اس کا حال خدا ہی کے سپرد ہے اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے ۔ خدا کی حکمتوں کو کوئی نہیں پا سکتا ۔ یہ خدائی تصرفات ہیں جس کو چاہے اپنی طرف کھینچ لے اور جسکو چاہے رد کر دے +

دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود دنیا کے واسطے رحمت تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للمومنین ۔ مگر کیا ابوجہل کے واسطے بھی آپؐ رحمت ہوئے ؟ وہ لوگ تو خیال کرتے ہونگے ۔ کہ ابھی یہ ایک یتیم بچہ تھا ۔ بکریاں چرایا کرتا تھا کمزور اور غریب تھا نکاح تک بھی تو میسر نہ آیا غرض کچھ ایسے ہی خیالات اُن کے دل میں آتے ہونگے مگر اُن بدقسمتوں کو کیا خبر تھی ۔ کہ ایک دن یہی یتیم دنیا کا شہنشاہ اور نجات دہندہ ہوگا + =

یکم مئی ۱۹۰۸ء کو نماز جمعہ سے پہلے جب کہ چند اجنبی آپؑ کی ملاقات کے واسطے آئے

**فرمایا** ۔ ہمیں تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل اسلام کی خوش قسمتی نہیں بلکہ بدقسمتی کے دن ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کو دینی امور سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ لوگ خدا کو ہی بھول چکے ہیں ۔ مسلمانوں کی یہ ایک غلطی ہے جو شاید غرغرے کے وقت ان کو معلوم ہو جاوےگی ۔ اور لوگ اسوقت یقین کریں گے کہ واقعی ہم نے جو کچھ سمجھا ہوا تھا وہ سارا تانا بانا ہی غلط تھا جو انسان کوشش کریگا وہی پائے گا کوشش تو ہو ساری دنیا کیواسطے ۔ اور خدا کا نام درمیان میں بھولے سے بھی نہ آئے تقوےٰ ہو نہ طہارت پھر ایسا انسان امیدوار ہو خدا کے ملنے کا یہ محال ہے +

آخر اب وقت آگیا ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں ابھر دیا جاوے ۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کریں ۔ بجز توفیق الٰہی کے کچھ نہیں ملتا دیکھو نبی کریم نے دنیا کو خدا کے لئے ترک کر دیا تھا مگر خدا نے کس طرح ذلیل کر کے دنیا کو آپؐ کے سامنے غلاموں کی طرح حاضر کر دیا ۔ دنیا طلب سے دنیا بھاگتی اور کوسوں دور جاتی ہے مگر جو صدق دل سے خدا کی طرف جاتا ہے اور خدا کی راہ میں دنیا کی کچھ پرواہ نہیں کرتا ۔ دنیا اس کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے : ۔

دیکھو حضرت مسیحؑ کو اسوقت چالیس کروڑ انسان پوجنے والا موجود ہے نبی ماننا تو درکنار اس کی خدائی کے قائل ہیں یہ سب خدا کی قدرت کے نمونے ہیں کہ خدا کی طرف آنے والا کبھی ضایع نہیں کیا جاتا دین بھی اسے ملتا ہے ۔ اور دنیا بھی اس کے لئے حاضر کی جاتی ہے دنیا کا پرستار چند روز جو چاہے سو کرے مگر آخرکار دنیا بھی چھوٹ جائے گی اور آخرت بھی برباد ۔

دیکھو دنیا بھی آخر مفت تو نہیں ملجاتی ۔ دنیا کے وعدے دینے والے بھی تو محنتیں چاہتے ہیں امتحان لیتے ہیں ۔ بعد کامیابی اور پھر عمدہ کارگذاری سے کچھ ملتا ہے ۔ اسی طرح اگر وہی محنت دوسرے رنگ میں خدا کے واسطے کیجاوے ۔ تو امر یقینی ہے نہ دین جاوے اور نہ دنیا بلکہ بیک کرشمہ دو کار والی بات نالے حج نالے ونج کا معاملہ ہو جاوے مگر کم ہیں جو ان باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

انسان کو چاہئے کہ دعامیں لگا رہے اور کسی قدر تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے شاید ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے دے +

ہم یہ نہیں کہتے کہ زراعت والا زراعت کو اور تجارت والا تجارت کو ملازمت والا ملازمت کو اور صنعت و حرفت والا اپنے کاروبار کو ترک کر دے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جاوے **بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ** لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ والا معاملہ ہو دست باکار دل بایار والی بات ہو ۔ تاجر اپنے کاروبار تجارت میں اور زمیندار اپنے امور زراعت میں اور بادشاہ اپنے تخت حکومت پر بیٹھکر غرض جو جس کام میں ہے ۔ اپنے کاموں میں خدا کو نصب العین رکھے اور اس کی عظمت اور

جبروت کو پیش نظر رکھکر اس کے احکام اور امر و نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جو چاہے کرے۔

## اللہ سے ڈر اور سب کچھ کر

اسلام کہاں ایسی تعلیم دیتا ہے کہ تم کاروبار چھوڑ کر لنگڑے لولوں کی طرح نکمے بیٹھ رہو اور بجائے اس کے کہ اوروں کی خدمت کرو خود دوسروں پر بوجھ بنو نہیں بلکہ سنت نبوی ؐ ہے۔ بھلا ایسا آدمی پھر خدا اور اس کے دین کی کیا خدمت کر سکے گا۔ عیال و اطفال جو خدا نے اسکے ذمے لگائے ہیں ان کو کہاں سے کھلائے گا پس یاد رکھو کہ خدا کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کردو بلکہ اس کا جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ قد افلح من زکّٰھا۔ تجارت کرو۔ زراعت کرو۔ ملازمت کرو اور حرفت کرو جو چاہو کرو مگر نفس کو خدائی نافرمانی سے روکتے رہو اور ایسا تزکیہ کرو کہ یہ امور تمہیں خدا سے غافل نہ کردیں پھر جو تمہاری دنیا ہے وہ بھی دین کے حکم میں آ جاوے گی۔

انسان دنیا کے واسطے پیدا نہیں کیا گیا۔ دل پاک ہو اور ہر وقت یہ لو اور تڑپ لگی ہوئی ہو کہ کسی طرح خدا خوش ہو جائے تو پھر دنیا بھی اس کے واسطے حلال ہے۔

انما الاعمال بالنیات

## بھیرہ ضلع شاہپور کے احمدیوں پر ابتلاء

بھیرہ ضلع شاہپور کے غریب۔ امن پسند احمدیوں پر وہاں کے متعصب مسلمان سب انسپکٹر نے جو ستم کیا ہے۔ اس کو ناظرین کو کسی قدر واقفیت ہو چکی ہے۔ اس کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور چارہ جوئی کی گئی۔ اور صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع شاہپور موقع پر تشریف لائے۔ آپ نے مصلحت وقت اور امن عامہ کے اصول کو مد نظر رکھکر چاہا کہ فریقین میں صلح ہو جائے۔ احمدی جماعت (جو امن پسندی اور غربت اور مسکینی کیساتھ اپنی زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور جسکو اسکے امام نے فروتنی۔ انکسار اور صبر اور استقلال کی تعلیم دی ہے) نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ مگر فریق ثانی کی طرف سے ایسا ثابت نہیں ہوا۔ اب ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ صلح ہو گئی ہے اور یہ قرار پایا ہے۔ کہ ایک جمعہ احمدی پڑھا کریں۔ اور ایک اہل سنت والجماعت۔

قطع نظر اور باتوں کے یہ کس قدر شرم کی بات ہے۔ کہ ایک معمولی معاملہ کو ناعاقبت اندیش مخالفوں نے یہانتک بڑھنے دیا کہ انہیں امن عامہ کے قیام کے لئے اپنے مذہبی فرض سے تارک ہونا پڑا۔ یہ عذاب الٰہی نہیں تو کیا ہے۔ ان مسلمانوں کو جو اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہلاتے ہیں۔ کیا اس خبر کو سنکر افسوس نہیں ہوا ہوگا۔ ایک مسلمان ہاں خدا ترس اور خدا کا قرب چاہنے والا انسان اس قسم کے فیصلے کو اپنے لئے عذاب الیم سے کم نہیں سمجھ سکتا۔ مگر ان اہل سنت والجماعت کہلانے والوں پر تعجب ہے کہ وہ اس پر رضامند ہو گئے۔ گر خود کردہ را علاج نیست۔

ایک وقت تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نصاریٰ نجران کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد نبوی میں اپنے طرز پر ادائے عبادت کی اجازت دی۔ اور آج وہ زمانہ ہے کہ مسلمان دوسرے مسلمانوں کو محض معمولی اختلاف کیوجہ سے مسجدوں سے نکالنے اور ترک نماز پر مجبور کر رہے ہیں۔ آہ!

## یالیت قومی تعلمون

احمدیوں کی اپنی مسجد احمدی اسکے متولی دوسرے مخالف الرائے مسلمان ان کی مخالفت میں ایک سب انسپکٹر کے تعصب سے فائدہ اٹھا کر آخر اس نتیجے پر پہونچے ہوئے ہیں۔ کہ ایک جمعہ انہیں اور ایک جمعہ احمدیوں کو وہاں نماز پڑھنے کا موقع نہ رہے۔ احمدی ایسے فسادوں کے بانی نہیں ہوتے اور نہ کبھی اس قسم کا کوئی فتنہ سنا گیا۔ کہ کسی احمدی نے اپنے کسی مخالف الرائے مسلمان کو اپنی مسجد سے نکال دیا ہو۔ یہاں قادیان میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکز ہے اکثر مخالف آتے ہیں اور وہ نماز پڑھتے۔ لنگرخانہ سے کھانا کھاتے ہمارے مہمان خانوں میں اترتے اور مخالفت کرتے ہیں۔ مگر ان سے کسی قسم کا کبھی تعرض نہیں کیا گیا۔ اور نہ اس کی ضرورت اور نہ اسلام کی یہ تعلیم۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔ اگر وہ اہل سنت والجماعت ہوں۔ تو ایسی حرکات ان سے سرزد نہ ہوں۔

**اخراج عن المساجد** کہاں کسی اہل سنت مسلمان کا عمل ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل تو یہ تھا جو نصاریٰ نجران کیساتھ آپنے دکھایا۔ اور یہاں آمین اور رفع الیدین کے جھگڑوں پر مسجدوں سے نکالنے اور جھگڑنے کے مقدمات ہائیکورٹوں تک پہنچے ہیں۔ اس سے بڑھکر مسلمانوں کے عقر مذلت میں گر جانیکا اور کیا ثبوت ہوگا۔ اور انکے اس تفرقہ اور انتشار کی حالت کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ وہ

## ایک جماعت ہیں

اصل بات یہ ہے۔ کہ کوئی جماعت جماعت نہیں بن سکتی۔ جبتک وہ ایک امام کے ماتحت نہو۔ امام کی ماتحتی ہی۔ ایک ایسی شے ہے جو تمام اختلافات کو مٹا کر ایک سطح پر کھڑی کر دیتی ہے اور یہ وبال جو مسلمانوں پر آیا ہے اسکی جڑ **کفر بالامام ہے**

مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ جب امام کا انکار کرتے ہیں پھر اپنے آپ کو الجماعت کیوں کہتے ہیں؟ یہ حق اگر کسی کو پہنچتا ہے اور جو بجا طور سے اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں

## وہ احمدی ہیں

جن کا امام (خلیفۃ المسیح) زندہ ہے۔ (سلمہ اللہ علیہ) وہ قوم جو کہ لجراد منتشر اور پراگندہ ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عامل نہیں۔ اور جو زندہ امام کی منکر ہے۔ وہ اہل سنت والجماعت نہیں ہے۔

بہر حال بھیرہ میں جو احمدیوں اور مخالف مسلمانوں کے جھگڑے کا انجام ہوا ہے وہ مسلمانوں کی ذلت اور ادبار کا ایک نمونہ ہے۔ اور اسکا بانی ایک مسلمان کہلانے والا ہے۔

اگر مسلمانوں میں شرم و حمیت مذہب باقی ہے۔ تو وہ اس قسم کی بیہودگی سے باز آئیں اور اخراج عن المساجد کے مسائل کو پارینہ تقویم قرار دیں۔ مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پھیلانے کے مدعی اور احمدیوں کو قوم میں اتفاق کو توڑنے والے قرار دینے والے ریفارمر ملکر غور کریں کہ ہمارے فساد کون پیدا کرتے ہیں۔ کیا کسی احمدی نے کسی ایسے شخص کو جو مسیح ابن مریم کو اپنی غلط فہمی سے زندہ مانتا ہے اور آنے والے مسیح اور مہدی کو خونی یقین کرتا ہے اس اختلاف پر اپنی مسجد سے نکالا ہے؟ کبھی نہیں۔ احمدیوں کی مسجدوں میں شیعہ۔ سنی۔ مقلد غیر مقلد۔ بدعتی وغیرہ سب نماز پڑھ چکے ہیں۔ اور پڑھتے ہیں اور وہ اخراج عن المساجد کو خطرناک اور خزی فی الدنیا کا موجب یقین کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انکی امن دنیا زندہ امام (علیہ السلام) کے ماتحت ہیں۔ اور دوسرے انکا کوئی امیر نہیں۔ اور نہ امام ہے۔ اسلام کی اس بیکسی کی حالت پر

## جو رو سکتا ہے رو دے

آخر میں ضلع شاہ پور کے فرض شناس افسروں کو میں اپنی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جب تک سب انسپکٹر بھیرہ وہاں سے تبدیل نہیں کیا جاویگا یہ فساد قایم رہے گا۔ اور غریب احمدی اسکی اذیتوں سے امن میں نہیں رہ سکتے۔ اسلئے امن عامہ کے قیام۔ اور ایک غریب قوم کی دستگیری اور حمایت کے لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ اسے وہاں سے تبدیل کر دیا جاوے۔ اگر اسکو وہیں رکھا گیا۔ تو یقیناً یہ فتنہ بدستور قائم رہے گا۔ آخر میں میں بھیرہ کے احمدیوں سے اظہار ہمدردی کرتا ہوا۔ یہ بات کہنے سے نہیں رک سکتا کہ جس حال میں وہی اہل سنت والجماعت کہلانیکے مستحق ہیں۔ انہوں نے کیوں اس امر پر زور نہیں دیا۔ آیندہ کے لئے ہر ایک جماعت اور ہر احمدی کا یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ کوئی ایسا معاہدہ کرنے سے پیشتر خلیفۃ المسیح سے مشورہ کر لینا چاہئے۔ کیونکہ بعض اوقات ذرا سی فروگذاشت سے دین میں ہرج واقعہ ہوتا ہے۔ یا اسکا اثر جماعت پر پڑتا ہے۔ اسلئے کبھی بھی اس اصل اور مقصد کو اپنی نظر سے پرے نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارا کوئی کام جسکا اثر سلسلہ پر پڑ سکتا ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ اور اجازت کے بغیر نہیں ہونا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# ایک مٹھی آٹا

"صدقہ رد بلا" ایک مشہور اور عام طور پر زبان زد خلائق کلمہ ہے۔ جو حضرت ختم المرسلین رسول رب العالمین۔ شفیع المذنبین سید الخلق سرور عالم کی ایک حدیث اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِیْ غَضَبَ الرَّبِّ کا ترجمہ ہے غرض یہ ایک مسلم اور متفق علیہ مسئلہ ہے۔ کہ صدقہ اور خیرات باریک در باریک رنگ میں صدقہ کنندہ کے حق میں مفید اور بابرکت ہوتا ہے صدقہ کبھی انسان کے آنیوالے مخفی در مخفی مشکلات اور مصائب کے واسطے سپر بنجاتا ہے۔ اور کبھی روحانی اور جسمانی مراتب کمال کے طے کرنے میں انسان کیواسطے عصا کا کام دیتا ہے اور اس کیواسطے کافی اور مفید زاد راہ ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بظاہر لاینحل پیچیدگیوں اور ظلمت افکار کی گھٹا ٹوپ اندھیری اور ابر آلودہ راتوں میں انسان کیواسطے نور ہدایت ہو کر اسکی راہبری کرتا ہے۔

## حضرت خلیفۃ المسیح رض

اکثر اپنے درس اور وعظوں میں ایک مفید نتیجہ خیز۔ اور پر مغز حکایت بیان فرمایا کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ایک بزرگ جو کہ بڑے باخدا اور کامل انسان تھے۔ انکا یہ دستور تھا۔ کہ وہ اکثر اپنے شہر کے امرا کے ہاں چلے جاتے اور انکا سے چند پیسوں کا سوال کرتے مثلاً آج ہمیں اتنے کی یا اتنے کی سخت ضرورت ہے۔ آپ دے ہی دیں۔ انکی وجاہت اور ایسی خفیف سی رقم لوگ عموماً انکو دے ہی دیا کرتے تھے۔ انکا یہ کام تھا۔ کہ وہ لیکر باہر نکلے۔ اور کوئی محتاج سائل نقیر سامنے آیا۔ تو جو کچھ لایا تھا اسکو دیدیا۔ انکے کسی مرید یا شاگرد کو انکے اس طرز عمل کی خبر ہو گئی۔ کہ یہ حضرت لوگوں سے سوال کیا کرتے ہیں اور وہ بھی نہایت ایک حقیر سی رقم مانگا۔ وہ اس ٹوہ میں لگ گیا۔ خدا کی شان ایکدن وہ شاگرد اس مطلب کیواسطے انکے پیچھے ہو لیا۔ مگر انکو خبر نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے ایک شخص سے سوال کیا اسنے ان کو جھڑک دیا۔ اور نہایت ترش روئی کی مگر آخر انکے اصرار اور الحاح سے اسنے کچھ پیسے اُن بزرگ کو دے ہی دیئے۔ شاگرد یا مرید جو کچھ بھی کہ وہ تھا۔ اسکو یہ امر نہایت شاق گذرا اور پھر یہ معلوم کرکے کہ وہ پیسے انہوں نے باہر نکلتے ہی ایک سائل کو دیدیئے ہیں۔ جو کہ ایسی لجاجت اور ایک طرح کی بے عزتی سے انہوں نے حاصل کئے تھے۔ انکی حیرت اور بھی بڑھ گئی اور اس راز اور حقیقت کے معلوم کرنے کے لئے اور بھی خواہشمند ہوا۔

وہ بزرگ جو کہ اس کے پیر و مرشد یا استاد تھے۔ اپنے مکان پر پہنچے تو اس نے اس راز کی عقدہ کشائی چاہی۔ اور سارا ماجرا بیان کر دیا۔ کہ میں بھی انکے ساتھ ساتھ ہی تھا۔ آپ میرے واسطے اس عقدہ کو حل فرما دیں۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ ایسے بزرگ پاک نفس۔ خدا رسیدہ انسان اسطرح کی ذلت گوارہ کریں اور پھر اس نتیجہ سے کوئی ذاتی فائدہ بھی نہ اٹھائیں اور ایسا ایک عبث فعل کریں۔ یہ آپ کی شان کے شایاں نہیں۔ آپ مہربانی فرما کر مجھ پر یہ عقدہ کھول دیں۔ اور اس راز سے مجھے آگاہ فرما دیں۔ وہ بزرگ اس کی اس رسوائی پر بہت متعجب ہوئے۔ اور اپنے افشائے راز ہو جانے سے بہت گھبرائے . . . . . . . . . . آخر اس کے اصرار کی وجہ سے اس یوں مخاطب ہوئے۔

"دیکھو میں اس شہر میں رہتا ہوں۔ اور یہ لوگ میرے اہل شہر ہونے کی وجہ سے میرے ہمسائے ہونیکا حق رکھتے ہیں۔ شریعت الٰہیہ میں جہاں جہاں حق اللہ کی ادائیگی کے واسطے تاکیدی احکام نافذ فرمائے ہیں۔ وہاں حق العباد کا ادا کرنا ایک بہت بڑا بھاری جز و ایمان قرار دیا ہے۔ اور پھر حق ہمسائگی کی اور بھی خصوصیت بیان ہوئی ہے۔ لہٰذا اُن لوگوں کے بوجہ میرے ہمسایہ ہونیکے مجھ پر بہت سے حقوق واجب الادا ہیں۔ سو ان حقوق کی ادائیگی اور سبکدوش ہونیکے لئے میں نے یہ راہ اختیار کی ہے۔

تم جانتے ہو۔ کہ انسان ایک کمزور اور ضعیف الخلقت ہستی ہے اور اس سے کمزوریاں سستیاں کوتاہیاں اور غفلتیں ہو ہی جاتی ہیں خصوصاً یہ لوگ جو بڑے بڑے امرا اور رؤسا ہیں۔ یہ تو ایسی غفلتوں میں اکثر مبتلا رہتے ہیں۔ اور ہر کمزوری یا غفلت کا لازمی نتیجہ کچھ دکھ۔ درد۔ بیماری یا مصیبت وغیرہ ہوتا ہے۔ پس میں نے انکی حالت پر رحم کھایا۔ اور انکی ہمدردی نے مجھے اکسایا۔ کہ میں ان سے کچھ لیکر غربا فقرا۔ اور مساکین کو دوں۔ تا وہ صدقہ انکی بعض غفلتوں کی تلافی کرتا رہے۔ اور اُن پر آنیوالے مشکلات کے لئے وہ صدقہ سپر ہو جایا کرے میں ان سے کچھ نہ کچھ گاہ گاہ وصول کرکے محتاجوں کو دیدیا کرتا ہوں اور خدا سے انکے واسطے التجا اور دعا کیا کرتا ہوں کہ تو ان کی حالت پر رحم فرما۔ اور یہ صدقہ انکی طرف سے تو خود قبول فرما کیونکہ تو بڑا ہی رحیم کریم ہے"

**صاحبان** - یہ کوئی ناول نہیں اور نہ ہی مصنوعی اور بناوٹی قصہ کہانی ہے۔ بلکہ یہ ایک سچے واقعہ کا بیان ہے۔

**حضرات بزرگان قوم** - یہ تمہید میں نے جس غرض کے لئے اٹھائی ہے اور آپکی توجہ کو اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں آپ سمجھ ہی گئے ہونگے۔ میرا آپ سے

## صرف ایک مٹھی بھر آٹے

کا سوال ہے اور یہ بھی کوئی نیا سوال نہیں بلکہ اسی تجویز کی یاد دہانی آپکو کراتا ہوں۔ جو **سیالکوٹ** کی نہایت سرگرم۔ جوشیلی اور سابق بالخیرات جماعت احمدیہ نے کئی سال گذرے قوم کے سامنے پیش کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے خود اسکا عملی نمونہ بھی دکھایا۔ اور غالباً وہ ابتک بھی اس تجویز پر کاربند ہیں۔

**مانا** - کہ آپ پر بہت سے چندوں کے بوجھ ہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ کہ آپ کسی دینی چندہ میں کبھی بھی پیچھے نہیں ہیں۔ اور ہر قومی کام میں اپنی بساط سے بڑھکر چڑھکر ہی قدم مارتے ہیں۔ پس ایسی ایک نیکی کی حریص اور خدا کی راہ میں مال و جان سے تیار و کمربستہ قوم سے مجھے اپنے سوال میں ناکامی اور مایوسی کا ہرگز ہرگز وہم بھی نہیں ہے۔

**صاحبان** - فرائض کیساتھ کچھ سنن موکدہ غیر موکدہ اور کچھ نوافل بھی لگائے گئے ہیں۔ وہ اسی لئے نہیں ہیں۔ کہ فرائض میں کمی کر دیجاتے یا نعوذ باللہ۔ فرائض خدا کے حضور مقبول نہیں ہیں۔ بلکہ وہ فرائض کی تکمیل کے واسطے ہیں۔

پس جہاں آپ خدا کی راہ میں اس کے دین کی تائید اور نصرت کیلئے اور چندوں میں شامل و شریک ہیں۔ وہاں اس نفل کو بھی خدا کی رضا کیلئے اپنے اوپر لازم کرلیں خدا کی راہ میں صدق اور اخلاص سے نکالی ہوئی ایک مٹھی اجر کے لحاظ سے بعض اوقات احد پہاڑ سے بھی بڑھ سکتی ہے گھر کے روزمرہ دو وقتہ کھانے میں سے آٹا گوندھتے وقت ایک مٹھی بھر آٹا صبح و شام کو نکال کر ایک الگ برتن میں جمع کرتے جانا بظاہر کوئی بڑا کام نہیں اور نہ ہی یہ کچھ محسوس ہوتا ہے۔ مگر التزام اور تعہد کہ اگر یہ کام تمام قوم میں جاری ہو جائے۔ تو سلسلہ حقہ کی اہم ضروریات میں سے کم از کم وہ بہاری مد جسکی طرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص توجہ تھی۔ اور جسکی اہمیت کا حرف اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود نے اسکا تمام انتظام آخری وقت تک اپنے ہاتھ میں رکھا اور حضور علیہ السلام کو اسکی طرف خاص التفات تھی۔ اور پھر اب آپ کے وصال اور سفر الی اللہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کو بھی اسکی طرف خصوصیت سے توجہ ہے۔ اور اس کے واسطے آپ کو خاص فکر ہے۔ یعنی **لنگر خانہ** کے تمام اخراجات صرف **قوم کے اس مٹھی بھر آٹے** ہی سے انجام پذیر ہو سکتے ہیں۔ کوئی صاحب یہ خیال نہ فرماویں۔ کہ ایسی ذلیل سی چیز سے کیا ہو سکتا ہے یا ایک مٹھی بھر آٹا کیا بنا سکتا ہے صاحبان! دانہ دانہ شود انبار۔ اور قطرہ قطرہ شود دریا۔ یہ بھی سچے مقولے ہیں اور روزمرہ کے مشاہدات ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وہ مٹھی بھر جو وہ بازاروں میں محنت مزدوری کی کمائی میں سے دیا کرتے تھے۔ وہ خدا کی نظر میں کیسی مقبول ہوئیں۔ اب بھی وہی خدا ہے اور خدا کے فضل سے دنیا ہی وقت۔ چاہیئے نیت اخلاص صدق اور ثبات۔ ایسے کاموں میں تھوڑے اور بہت کے سوال کو درمیان سے اٹھا دینا چاہیئے۔ اور جو ہو سکے خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے۔ دشمن اور منافق تو اسوقت بھی اعتراض کیا ہی کرتے تھے۔ مگر کیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ انکے اعتراضوں کے خیال سے نیکی کرنے سے رک گئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ التزام استقلال اور مادلوم علیہ نیکی خدا کو پسند اور منظور ہوتی ہے۔

پس احمدی قوم کے تمام ارکان اور افراد سے یہ عرض ہے کہ اس عرضداشت کے پڑھنے کے ان سے گھر کی منتظمہ نیک دل۔ پاک نفس۔ بیبیوں خاتونوں اور خادماؤں کو اسکی نسبت تاکید کردیں۔ کہ التزام سے دو وقتہ آٹے میں سے ایک مٹھی بھر آٹا الگ رکھ لیا کریں اور واعظ اس اجر کو جسی طرح سے بیانات انکے دلوں میں جانشین کردیں۔ جو ایسے کام پر انکو اللہ کے حضور سے ملیگا۔ ہر جگہ کی مقامی احمدی انجمن کا یہ فرض ہوگا۔ کہ وہ ایسے آٹے کو ہفتہ وار تمام احمدی احباب کے گھروں سے جمع کرالیں۔ یا خود بخود تمام احمدی جمعہ کے دن جب نماز جمعہ کیواسطے جمع ہوں آٹا بھی ہمراہ لیجاویں اور اس طرح سے تمام آٹا ہفتہ وار جمع ہو جایا کرے اور اسکو فروخت کرکے اسکی رقم ماہوار یا جیسا کہ مناسب ہو۔ الگ اس نام سے کہ یہ رقم

## ایک مٹھی بھر آٹے

کی ہے۔ دارالامان میں بھیجدیا کریں۔

صاحبان آخر میں پھر میری یہی عرض ہے کہ اس کام میں تساہل نہ کیا جاوے اور نہ اسکو ہلکا سمجھا جاوے۔ بلکہ اس سہل الحصول اور کثیر الفوائد والبرکات کام میں خاص التزام اور توجہ سے کام کریں۔ اور صاحب اثر احباب جو کہ دینی خدمات کے واسطے اپنے اندر ایک سچا جوش اور تڑپ رکھتے ہیں۔ وہ دوسری امباب میں اس قسم کی تحریکات کریں۔ اور تکلیف اٹھا کر بھی اس کار خیر کو جاری کریں ایک چھوٹا سا فائدہ اور کم از کم کام جو اس تحریک پر عملدرآمد کرنے سے ہو سکتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ لنگر خانہ کے تمام اخراجات اس رقم سے پورے ہو سکتے ہیں اگر یہ تجویز تمام قوم میں جاری ہو جاوے۔ پس اس سے آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ کہ کیسے

# مُراسِلات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و علیٰ خلفاء محمد و بارک و سلم انک حمید مجید

## اوم ست تت

آریہ گزٹ مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ پر ایک مضمون زیر عنوان "پیشگوئی از حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ و علیٰ خلفائہ وسلم)" کسی گھنڈا لعل گپت آریہ پٹیالوی کی طرف سے شایع ہوا ہے جس این مضمون نویس نے خواہ مخواہ اپنی پردہ دری کرکے مخلوق کو بنایا ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صاحب موصوف کسی ادبانش سبھا ہی میں بیٹھنے والے ہیں جن کو "مذہب" کے معنوں سے ہی کس طور علم نہیں ہے۔

مضمون نویس لکھتا ہے کہ میں کتاب مسائل السیۃ ۔۔۔ مولوی محمد صالح صاحب صوفی پڑھ رہا تھا جس میں یہ عبارت درج تھی۔ اس کے آگے تھوڑی سی عبارت دیباچہ کتاب سو نقل کرکے تسخر اڑایا ہو جس میں حضرت سرور کائنات کی نسبت پیشگوئی تھی کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ نہیں باقی رہیگا۔ اسلام سے مگر ایک نام اسکا اور نہ باقی رہیگی قرآن سے مگر رسم اس کی۔ مسجدیں انکی آباد ہوں گی۔ مگر ہدایت کے نہ ہونیسے خراب علماء مسلمانوں کے بدترین خلایق کے نیچے آسمان کے ہونگے۔ انہیں کے پاس سے فتنہ اٹھیگا۔ اور انہیں ہی بیٹھیگا۔" اس مضمون پر راقم مضمون آریہ اپنی سادہ لوحی سے ہنسی کرتا ہے۔ اور نہیں جانتا۔ کہ آج سے ۱۳۰۰ سو برس پہلے کا اس پاک وجود کا کلام کیسے لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔ اور اسلام میں لطافت کے ہونے اور اسکے ہمیشہ تا قیامت رہنے کا ثبوت دے رہا ہے بیچارہ سادہ معترض ان باتوں سے محض نا آشنا ہے۔ وہ کیا سمجھ سکتا ہے۔ کہ پیشگوئی کیا ہوتی۔ اسکے وہم میں پیشگوئی اسکا نام ہے کہ منجم ہی کچھ حساب لگا کر تُکّل مار دے۔ کہ کل بارش ضرور ہوگی اور آسمان بادل کا نام بھی نہ ہو۔ اور اس کا نام انہوں نے غیب دانی رکھا ہے۔ ہمارے اسلام میں اسکو پیشگوئی نہیں کہتے بلکہ پیشگوئی وہ اصطلاح ہے جس کے معنے۔ اس خدا سے جو ان بادلوں کو لانے اور پانی برسانے کا حکم دینے والا ہے۔ جبکہ نجومی نے بڑے زور سے دعوے کر دیا ہے۔ لیکن وہ قادر ہے۔ کہ انکو حکم نہ دے اور پانی نہ برسے وہ عالم غیب اپنے بندوں کو اطلاع دیتا ہے کہ اگرچہ اس شخص کے حساب میں بدیہی ہے کہ اسکا دائم ہی کہتا ہو۔ کہ بارش نہیں ہوگی۔ اور سچ مچ بارش نہیں ہوتی۔ ایک طرف سائنس دان بڑے زور سے اپنی تمام قوت اور علم خرچ کرکے کہہ رہا ہے۔ کہ آج سے دو سو برس تک بھی زلزلہ نہیں آئیگا۔ مگر خدا اطلاع دیتا ہے کہ بھاری زلزلہ آئیگا۔ اور سچ مچ آ گیا یہی پیشگوئی اس کا نام ہے۔ جو خدا کے علم اور منشا میں ہوتا ہے۔

اور دیسا ہی ظہور پذیر ہوتا ہو۔ اب اسی پیشگوئی کو جس صفائی سے ہو رہی ہے کیسا اسلام کی سچائی کا بیّن اور کھلا نشان ہے ہمارا قرآن ہمکو چھوڑتا نہیں۔ بلکہ وہ ایک مادر مہربان کی طرح ہماری دست گیری کرتا ہے۔ قرآن ہی تھا کہ اگر نہ ہوتا۔ تو آج کشتی اسلام اس زمانہ کی گرداب سے نجات نہ پا سکتی۔ اور ضرور گہرے پانی کی تہ میں ہوتی۔ برخلاف اس کے وید نے تمکو چھوڑ دیا۔ وہ خود ہی بڈھا ہو گیا۔ وہ تمکو کیا دے سکتا ہے۔ اس کی صرف صورت ہی دیکھکر خوش ہو رہنا بے سود ہے پہلوں نے تو بہت کچھ تغرات کئے اور کیوں نہیں پنڈت صاحب نے بھی بہت کچھ تگ و دو کی ہے۔ ویدوں سے ہی روحانیت نکل چکی ہے۔ اب وہ بالکل ہماری سمجھ میں کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ کوئی آسمانی اور الہامی کتاب ہوکر نیوگ سا گندہ مسئلہ سکھا دے مگر بات یہ ہو کہ ان لوگوں نے خدا پرستی کو چھوڑ کر اِن کی پوجا شروع کر دی۔ اور مذہبی تعلیم او خدا اور اس کی صفات کو محدود اور بالکل محدود کر دیا ہے۔ جس سے بہت کچھ فتور پڑ گیا۔ وہ لوگ جو ویدوں کو جانتے تھے۔ انہوں نے اپنی نفس پرستی سے تحریف تبدیلی کرنی شروع کر دی۔ اور ان بڈھوں نے ان کی باتوں کو محض حسن ظنی اور اعتقاد سے آمنا و صدقنا کہا جو کچھ ان سادہ لوح پنڈتوں نے اپنے نفس پرستی سے چاہا۔ لکھ لیا۔ اور ان ہو ان بیچاروں نے اسے وید کی آگیا سمجھکر بلا چون و چرا قبول کر لیا۔ کیونکہ علمیت تو خاص ہو چکی تھی۔ دوسرے بیچارے صرف مہاراج مہاراج کرنا ہی فخر اور مذہب اور عبادت سمجھتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے کہدیا قبول کر لیا۔ سادھوں کے قانون جو خلاف فطرت تھے وہ مجبور ہوئے ایسے احکام گھڑے۔ جن سے انکی نفس پروری ہو۔ اور وہ مجبور بھی تھے۔

اب ہم مضمون نویس معترض کے اصل مضمون کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ سادہ منش معترض اردو لٹریچر سے بھی شاید پورے طور پر واقف نہیں۔ ہم ان کو صرف ان کے پیش کردہ مضمون کا ہی مختصراً جواب دیتے۔ امید ہے کہ ان کی تسلی کا موجب ہوگا۔ اور آیندہ ایسے بے بنیاد اعتراض کرنے سے اجتناب کرکے کارکنوں کے شکریہ کا موجب ہونگے۔ اعتراض اگر کچھ معقولیت ہو تو کچھ مضایقہ نہیں ہم ہر ایک مسلمان ایسے اعتراض سننے اور جواب دینے کے لئے طیار ہیں۔ مگر لچر اور فضول باتیں سے کاغذ سیاہ کرکے دوسروں کو تکلیف دینے سے کچھ حاصل نہیں ہے ہم تو گالیاں ہی سن لیتے ہیں۔ اور آریہ صاحبان بخوبی واقف ہیں کہ ہم خاموشی سے سن سکتے ہیں۔ مگر ہمارے پاس گالیوں کا کچھ جواب نہیں۔ اس میں ضرور ہم کو مات ہے۔

معترض صاحب کے چار اعتراضات ہیں۔ جن پر کے اوپر میں نمبر لگا آیا ہوں۔ اول اعتراض پیشگوئی کی نسبت اول یہ ہے جسپر آپ مضطرانہ ہیں کہ جو کوشش بچاؤ اسلام کے لئے جاری ہے۔ وہ خلاف کلام رسول اللہ کیونکہ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ و خلفائہ وسلم) نے جو کہا ہے۔ سچ ہے" کیا آپ کے لیڈر نمبر لاجپت رائے کا کہنا کہ "آریہ سماج کی کشتی منجدھار میں" جو شہہ ہو

اگر سچ ہے تو چھوڑ دو۔ اور کوئی کوشش اس کے بچاؤ کے لئے نہ کرو۔ اور کیا منشی رام جھٹ کہتے ہے۔ آریہ سماج جلد غارت ہو جائیگی کیا دھرمپال کا رونا پیٹنا اس کے لئے دیا سلائی کا کام نہ کرے گا" اگر لاجپت رائے اور منشی رام جھوٹے ہیں تو ضرور ہے کہ آریہ سماج اپنے گھٹنوں پر کھڑی ہو کر گرے۔ ورنہ آج ہی یہ کشتی ڈوب جائیگی پھر کوئی بچاؤ سماجیوں کو اس کے لئے نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اپنے لیڈروں کے قول کی تائید میں اسکے ڈبانے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ دراصل یہ سب ناواقفیت کے ہی جھگڑے ہیں۔ اصل مقصد سے دور کہیں۔ مطلب برآری چاہنا مشکل امر ہے کیا ویدوں کی یہی تعلیم ہے۔ کیا وید ویسا ہی سکھاتی ہو۔ مہربانی کرکے بتائیں کہ اس کے معنے کیا ہیں کہ پرمیشور ناف سے دس انگل نیچے ہے۔ سمجھنے والے دور تک پہنچ جائیں۔

اب ہم مختصراً اصل مطلب پیشگوئی کا بیان کرکے بتاتے ہیں کہ معترض نے کہاں تک نیک نیتی اور سمجھ سے کام لیکر اپنا قلم چلایا ہے۔ پیشگوئی کے معنے اوپر بیان کر آیا ہوں۔ جس کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ ہمارے حضرت (صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و علیٰ خلفائہ و بارک وسلم) نے اس وقت جب کہ اسلام کا ہرا بھرا سرسبز باغ مسلمانوں کے لئے مسرت اور تازگی ایمان کا باعث ہوتا تھا۔ اور کفار کے لئے ہمیشہ روسیاہی اور ناکامی ہوتی تھی۔ اور ہر طرف اسلام کی قبولیت تھی اور اسلام کا خوبصورت ہلال تمام دنیا کے لئے طلوع ہوا تھا۔ اور جس کے لئے بڑی بڑی بشارات تھیں اور اسوقت بھی کامیابیوں سے خدا اس کی امداد کرتا تھا۔ اور آیندہ کے لئے وعدہ دیتا تھا۔ ایسے وقت میں یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ ایک وہ زمانہ آئیگا۔ کہ ہر طرف کو کوئی کوئی آواز آئے گی۔ اور اسوقت اسلام سے کوئی باقی نہ رہیگا۔ یعنی اسلام پر پورے طور پر کوئی بھی عامل نہیں ہوگا۔ کوئی ایسا نہ ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی چوک نہ ہو۔ ہر ایک میں دین اسلام سے فروگذاشت ہوگی اور وہ بڑا وقت ہوگا جب کہ قرآن کے احکام کی پورے طور پر تعمیل نہ ہوگی۔ قرآن کو پڑھتے بھی ہونگے۔ مگر سمجھتے نہ ہونگے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے۔ کہ قرآن حلق کے نیچے نہیں اُتریگا۔ بلکہ ظاہری رسم کے طور پر رٹ لینگے۔ نہ لوگ توجہ کرینگے نہ ہی اسپر غور ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ کتابیں اور قرآن اس گدھے کی طرح لادی ہوئی ہونگی۔ جو بوجھ میں دبا ہوا ہوتا ہے۔ مگر اس بوجھ سے خود فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ گدھے پر اگر بہت سے کتب لاد دی جاویں تو وہ مولوی نہ ہو جائیگا۔ بلکہ گدھا ہی رہے گا۔ ایسا ہی بہت سی کتب پڑھ لینے سے عالم نہیں ہو جاتا۔ جبتک کہ اُن پر عمل نہ کرے اگر عمل نہ کرے تو کچھ نہیں۔ بلکہ اس سے تو جاہل بے علم اچھا ہے جبکہ نہ علم ہے۔ نہ عمل ہے

خر عیسےٰ اگر بمکہ رود
چوں بیاید ہنوز خر باشد

کہ ۔۔۔ گدھا حاجی نہیں ہو سکتا۔ وہ تو گدھا ہی رہیگا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اسوقت کے مسلمانوں کی مثال یہودیوں کی دی ہے۔ کہ جیسے یہودیوں کے عالم ربی بہت کم

کتب پڑھکر اپنے کو عالم کہتے تھے۔ اور عمل بالکل نہین کرتے تھے۔ وہی حال اسوقت کے مسلمانوں کا ہوگا۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف مین بھی آیا ہے کہ اسوقت کے مسلمانوں کی حالت بالکل یہود سے مشابہ ہوگی۔ کہ اگر ایک یہودی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہے۔ ضرور ہے تو اسکو بھی کرے۔ اور اسوقت مسجدیں تو آباد ہونگی۔ مگر رسم ہی باقی رہے گی۔ ایمان کے نہ ہونے سے خالی ہونگی۔ کیونکہ ان مین ہدایت نہ ہوگی۔ گمراہ ہونگے۔ اسوقت نمازین بھی ہونگی۔ اذانین بھی جماعت بھی۔ غرض سب کچھ ہوگا۔ مگر ہدایت نہ ہوگی۔ جیسا کہ اس زمانے مین ہے۔ اور علماء بدترین خلایق سے ہونگے۔ تو آجکل کے علماء کی حالت سے کون واقف نہین ہر ایک جانتا ہے جس سے آنحضرت صلعم کی یہ پیشگوئی صادق آتی ہے۔ اور یہی ہین جن سے فتنہ اٹھا۔ کیونکہ جب یہ خود وہ کام نہین کرتے۔ جن کے لئے دوسرون کو نصیحت کرتے ہین۔ تو دوسرون پر ایسی نصیحت کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ ؎

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چون بخلوت می روند۔ آن کار دیگر میکنند

جب دوسرے انکو ایسے افعال شنیع کے مرتکب دیکھتے ہین تو خود بھی کرنے لگتے ہین۔ چونکہ اُن کے دل مین ان کی عظمت ہوتی ہے۔ اس عظمت سے وہ اس برائی کو برائی نہین سمجھتے۔ بلکہ حسن ظنی اور نیک اعتقاد کی وجہ سے اچھا ہی سمجھ لیتے ہین بعض اُن سے سمجھ جاتے ہین۔ کہ ایسے عالم پرہیزگار کرین۔ تو ہم کیا ہین۔ جو اُن سے بڑھکر پرہیز اور اتقا کر سکتے ہین۔ اور اکثر اوقات بعض باتین انسانی طاقت سے بالا تر بھی جاتے ہین۔ کیونکہ مولوی تو اُن کے لئے ایک مجسم نعمت ہوتے ہین۔ وہ خیال کرتے ہین۔ کہ یہ اسلام اور دین کا پورا نقشہ ہین جو یہ کرتے ہین حق اور درست کرتے ہین۔ اور قرآن اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے مطابق کرتے ہین۔ اور علماء فی زمانہ دنیا کے ساتھ دین کو بھی لگائے رکھنا چاہتے ہین۔ مگر ناممکن بات اللہ تعالیٰ کب پسند کرتا ہے کہ ایسا مشترک ہو ؎

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دون۔
این خیال است ومحال است وجنون

بس وہ دین کو دنیا سے لائے رکھنا چاہتے ہین۔ مگر چونکہ یہ ناممکن ہے۔ وہ دین کو چھوڑ دیتے ہین۔ اور دنیا کی لذتوں عیشوں اور آرامون کو دیکھکر اس کی طرف جھک جاتے ہین۔ تب دین اسلام نیم اور بکین کی طرح ہوگا۔ ان سب کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی طرف سے ایک مرسل کو مبعوث فرمائیگا۔ جیسا کہ اسکا قاعدہ اور عادت ہے کہ جب گرمی حد درجے کی حدت کو پہنچ جاتی ہے۔ اور سخت التہاب ہو جاتا ہے۔ اور تمام درخت مرجہا جاتے ہین۔ اور تمام پودے سوکھنے کو ہو جاتے ہین۔ اسوقت اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے اور تمام پیاسی زمین کو سیراب کرکے زندگی بخشتا ہے۔ ایسا ہی قانون قدرت کے مطابق اللہ تعالیٰ جبکہ دنیا مین تباہی پھیل جاتی ہے۔ اور تمام اقسام کی بد کاریاں پھیل جاتی ہین۔ اور قسما قسم کے گناہ اور فسق و فجور ہونے لگتے ہین اور خدا کا نام دنیا سے مفقود ہونے کو ہوتا ہے۔ اور لوگ خدا کو بھول جاتے ہیں تب خداوند خدا پر شور سر بسر نکتمان کسی مجدد یا مصلح کو مبعوث فرماکر دنیا کو روحانیت کا پانی برساکر سیراب کرتا ہے اور اس اپنے پاک نبی اور رسول کے ذریعہ سے دنیا کو تمام بد بوئی سے پاک کرکے اپنے فیضان کو سرشار کرتا ہے چنانچہ پھر اس سرسبز پودے اور بہت سی خوشگوار پھلدار شاخین نکلتی ہین۔ اور پھر وہ علماء اس فتنہ کو بیٹھا دیتے۔ اور پھر اسلام ہرا بھرا ہو جائیگا۔ اور خدا کا نام بڑے زور شور سے لیا جاتا ہے اور تمام اطراف سے کفر اٹھ جاتا ہے اور ایمان کی خوشگوار سیٹشن مومنوں کے دلوں کو فرحت پہنچاتی رہتی ہین جس سے انکی زندگی دایمان، کی تازگی ہوتی رہتی ہے بالآخر ہم ایک باریک نکتہ بیان کرکے معترض کے شکوک کو رفع تمسخر کو دور کرتے۔ اور اسکی ایسی خوشی کو جو اسکو اس پیشگوئی سے اپنی کم علمی کیوجہ سے ہوئی۔ پامال کرکے انکو بتلاتے ہین جیسا کہ وہ سمجھا ہے۔ کہ اب قریب ہی وہ دن ہے کہ اسلام نابود ہوتا ہے۔ اور اسکے بعد ہم مزے لوٹینگے۔ خوب نیوگ ہوگا۔ مگر یاد رہے کہ اسلام کبھی بھی نابود نہین ہو سکتا۔ یہ اسلام کا نورانی چہرہ ہمیشہ درخشان رہیگا۔ اور ہمیشہ اپنے مصدقین کو نامسرور بامراد اور مکذبین کو نامراد خائب خاسر کرتا رہیگا۔

معترض آریہ اگر تھوڑا سا بھی خوض کرتا اور سمجھ سوچکر اور کچھ آگا پیچھا دیکھکر تامل سے کم از کم کل کتاب کو دیکھکر ہی اپنا قلم کسی کے لئے خنجر کند کی طرح اٹھاتا تو وہ ضرور سمجھ جاتا۔ کہ اسکے کیا معنے ہین۔ جلد باز آریہ کیا ہمکو بھی خدا کا ایسا ہی معتقد جانتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود ہے یاد رہے کہ ایسا نہین ہے۔ ہم خدا کو جمیع صفات اور اسماء حسنہ سے موصوف سمجھتے ہین۔ سنو وہ مخرج الحی من المیت اور مخرج المیت من الحی ہے۔ اسلام کی سچائی کے لئے صرف یہ ہی پیشگوئی کافی ہے اسمین اول تو ایک ایسی خبر دیگئی ہے جسکا کہ کسی فرد کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور نہ ہی کسی کو یہ ہو سکتا تھا۔ پھر ایک اس مین بشارت دیدی۔ تاکہ محبوبان خدا سنکر محزون نہ ہو جاوین کہ اگرچہ وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ نام کو ہی اسلام ہوگا۔ اور رسم ہی ہوگی ہدایت نہ ہوگی اور سب سے بڑھکر بات یہ کہ علماء فتنہ انگیز ہونگے مگر یہ بھی بتادیا۔ کہ علماء سے ہی یہ فتنہ دور بھی ہو جائیگا۔ جو صاف کما ارسلنا الی فرعون رسولا ہ اور وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم کی طرف اشارہ ہے یعنی جب ایسی حالت ہوگی۔ تو جب قانون قدرت اللہ تعالیٰ نے جسطرح یہود کی ہدایت کیلئے حضرت موسیٰ کے بعد خلفاء آتے رہے ایسا ہی اسلام مین بھی اللہ تعالیٰ ان مین سے نیک افراد کو ایسی خدمت سپرد کریگا اور ان سے تجدید دین کا کام کرائیگا۔ پس فطرت اللہ کے مطابق جیسا جیسا وقت اور ضرورت تھا۔ ہر صدی پر مجدد آئے اور اپنا کام کرکے چلے گئے اور جیسا کہ چودھوین صدی موسوی پر ایک نبی آیا تھا اور اسلئے آنحضرت نے اس آخری مجدد کو نبی اللہ کہکر یاد فرمایا ہے۔ اور اسکو اپنے سلام بھیجکر معزز و ممتاز فرمایا ہے۔ وہ خدا کا رسول ہم تم سب کو ہوتے ہوئے اپنا کام کرکے اپنے مولا کریم سے جاملا ہے جسکا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد قادیانی ہے

اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد وعلی خلفاء محمد وبارک وسلم انک حمید مجید ہ جو مسیح موعود مہدی مسعود امام الزمان تھا۔ حضرت موصوف کی وفات پر جیسا کہ سنت اللہ ہے مخالفوں نے بہت سے بے بنیاد اعتراض کئے ہین۔ مگر چونکہ بہت سے بزرگان نے مفصلاً اور مجملاً ہر طرح سے جوابات کافی وشافی دیئے ہین۔ اور نہ اسمین کوئی اسبات پر اعتراض ہے۔ اسلئے اس سوال کو اٹھانے کی ضرورت نہین۔ سو انہوں نے اس آگ کو بجھادیا ہے۔ اور جیسا کہ آگ کے بجھنے کے بعد دہواں نکلتا رہتا ہے۔ اور گو کبھی وہ دہوان آگ ہی بنجاتا ہے۔ مگر حضرت نے اس آگ کو ایسا بجھایا ہے۔ کہ کچھ بھی باقی نہین چھوڑا۔ جس سے پھر اشتعال ممکن ہو۔ اگر کچھ دہوان ہے تو یہ دہوان مولویوں (علماء) بیٹھیگا۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ہے۔ علماء یا دہوان یا دوسرے لفظوں مین فتنہ دوطرح سے بیٹھیگا ایک تو وہ خود اپنے افعال شنیع کو ترک کرکے عامل شریعت ہو جائینگے اور دوسرے وہ اپنی مخالفت اور موت وغیرہ سے۔ مخالفت اور موت سے بھی کئی فائدے اسلام کو پہنچتے ہین جیسے کہ ایمان لانے والے سے فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح کہ مخالفت سے ایک تو تشہیر اور تبلیغ عام ہو جاتی ہے۔ دوسرے سعید الفطرت اس مخالفت سے فائدہ اٹھا دیتے ہین۔ اور وہ تلاش مین ہو جاتے ہین اور آخر حق پالیتے ہین۔ اور موت سے ایک تو انکا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسرے استیاء و حق بھی کر لیتے ہین۔ اور ہدایت کو قبول کر لیتے ہین۔ اور جو رخنہ اندازی وہ کرتے ہین۔ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابل مین کچھ بھی نہین ہوتی۔ تاہم خدا اس تھوڑے سے بھی نقصان کو دور کردیتا ہے اور پھر کوئی روک سد راہ نہین رہتی۔ ظاہر ہے کہ یہ آخری زمانے کیلئے پیشگوئی تھی۔ اور اسمین آخری زمانے کیلئے حالت بتائی گئی تھی جس مین کہ اسلام کی حالت بتاکر اور پھر اسکے زندہ کرنے کی نسبت وعدہ دیکر بتایا تھا کہ اسلام کبھی بھی نیست و نابود نہین ہوگا۔ بلکہ جو کچھ تھوڑی سی اسمین کمی پڑجائیگی وہ پھر بالکل دور ہوکر بہت ترقی ہو جائیگی۔ اور ہر طرف اسلام ہی اسلام کا ڈنکا بجیگا اسلام سورج ہے اور کون ہے جو اسکی طرف نظر اٹھا سکے۔ اور اسلام شمس نصف النہار ہے۔ جو اسکی طرف آنکھ اٹھائیگا وہ اسکا خمیازہ خود بھگتیگا۔ +

ہم نے مجملاً مختصراً جواب معترض موصوف کا اپنے وعدے کے مطابق انکے اپنے مرقومہ عبارت سے اُسکی تشریح کرکے دیدیا ہے۔ امید ہے۔ کہ آریہ صاحب کی تشفی کا باعث ہوگا۔ دراصل اتنی مدت ہم انکے وعدے کے مطابق انتظار مین رہے کہ مسٹر گھسیوٹ نے لکھا تھا۔ کہ آیندہ جو کلم حضرت محمد صاحب لکھیگا۔ وہ بھی پیش کرونگا۔ مگر اب تک قریب دو ماہ کے عرصہ گذر چکا ہے خیال تھا۔ کہ جیسے دیباچہ ہی اعتراض شروع ہین تو آیندہ دیکھو مگر یا تو ابھی تک وہ کتاب ہی ختم نہین ہوئی اور یا کہین آپکی خواہش پوری نہین ہوئی۔ جو کسی طرح سے کوئی اعتراض اسلام پر ہوتا۔ گو اب تک کوئی مضمون آپکی طرف سے شایع نہین ہوا۔ لہذا بہت انتظار رشید کے انکی خدمت مین کچھ عرض کیا گیا آخر مین ہم مسٹر کھنیالعل صاحب گھسیوٹ آریہ سے درخواست کرتے ہین۔ وہ مہربانی کرکے ان متعصبانہ خیالات کو چھوڑ دین۔ مسلمان تو دانت کھٹے کر دیتے ہین۔ اور کسی کام کا نہین چھوڑتے۔ اب وہ زمانہ نہین رہا۔ جنگ و جدال ہوچکے۔ اب صلح کا زمانہ آگیا۔ دیکھ لو اسنے دنوں کی تگ و دو سے کیا کر لیا۔ کتنی کچھ ترقی کی یا کسقدر پیچھا دیکھا جتنے دہائے جیتے گئے اور بہت آگے نکل گئے اب تمہاری مجال نہین کہ اس اوج کو پہنچکر پھر ایکبار ان سے سامنا کرو۔ اگر کچھ ہندو مذہب مین ہی یہی بات تھی ہی تو وہ آپ لوگونکی مہربانی سے صاف ہوگئی۔ چلو ہم تمکو صلح کا پیغام دیتے ہین۔ غنیمت جانو اور اپنا پیچھا چھوڑاؤ۔ دیکھو ہمارا مسیح تمکو پیغام صلح دے چکا ہے۔ اسکو بغور پڑھو۔ اور اسپر عمل کرو۔ گورنمنٹ سے ناحق چھیڑ چھاڑ مت کرو۔ گورنمنٹ کو چھیڑنا کانٹوں کی جھاڑی مین گرنا ہے۔ اور نافرمانی اگر رہی اب بھی باز آؤ معافی مانگ لو۔ ملک پر قربان ہو اور سیکریفائس کے یہ معنے نہین جو تم سمجھے رہو۔ یہ لفظ تم نے اسلام ہی سے سیکھا ہے اسکے معنے ہی سمجھکر سیکریفائس سکریفائس گاتا گانا ہی تمہاری اس حرکت سے جو تم کر رہے ہو۔ سراسر ملک کا ہی نقصان ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد تمنے کتنے عرصہ تک ہندوستان کو پستی مین ڈالے رکھا اور اب پھر جو شروع کیا ہے۔ اسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اب ہمیشہ کے لئے ہندوستان کو پستی کے سمندر کی تہ مین جا بیٹھے۔ جہاں سے پھر نکلنا ناممکن ہو جائے۔ جانے دو۔ ان کرتوتوں سے کچھ فائدہ تمنے سودیشی سسٹم کو کیا پایا۔ جو تمہارا کام ہی تھا۔ اور کیا کر دو گے جو کبھی تمنے کیا ہی نہین۔ تجارت مین تو پھر بھی بہت کچھ دست رسی ہے۔ سودیشی سسٹم کو ہی جانے دو۔